قرآن کریم کی زبان........... اللغة العربية المشتركة

(قرآن کریم میں وارد قدیم عربی لہجات کا ایک مطالعہ)

حفصہ نسرین

مدیر: اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی)

کسی بھی زبان کے زندۂ جاوید اور قائم و دائم رہنے کے لئے ضروری امر ہے کہ اس میں اخذ و عطا کی صفت بدرجۂ اتم پائی جاتی ہو۔ عربی زبان، جسے ام الالسنۃ ، یعنی زبانوں کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے، سامی زبانوں میں واحد زبان ہے جو محفوظ ہونے ، کے ساتھ ساتھ دنیا کی وسیع و عریض زبان ہے جس میں اخذ و قبول کی صلاحیت بہت زیادہ ہے لہٰذا اس کے الفاظ و کلمات اتنے زیادہ ہیں کہ امام شافعیؒ کے قول کے مطابق نبیؐ کے علاوہ کوئی شخص اس زبان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔(۱) قدیم عربی زبان میں لغات کا ایک بیش بہا ذخیرہ تھا جس کا سبب عرب بدوؤں کی قوتِ مشاہدہ بھی تھی اور شعر و شاعری کی کثرت وفراوانی بھی، یعنی ذخائر الفاظ کے اعتبار سے یہ زبان بہت مالا مال تھی۔ اخذ کرنے کی وسعت کے حوالے سے اس کا جائزہ لیا جائے تو کتب لغت میں معرب الفاظ کی وسیع تعداد سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عربی زبان میں فارسی یونانی، حبشی و عبرانی اور سنسکرت کے بہت سے الفاظ شامل تھے۔(۲) عربی زبان میں مترادفات ، متضاد الفاظ اور ایک ہی لفظ کی ادائیگی کے کئی مختلف طریقے عربی زبان کی وسعت پر دلالت کرتے ہیں۔ دوسری طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے جیسے اسلام پھیلتا

گیا اور عربی زبان کی اہمیت بطور لغت قرآن بڑھی، یہ تمام دنیا میں معروف ہوئی اس زبان نے دیگر زبانوں پر بہت اثرات مرتب کئے حتیٰ کہ انگریزی زبان میں عربی کے متعدد الفاظ موجود ہیں۔ (۳) ادبی اعتبار سے یہ زبان بہت بلند مرتبہ پر فائز ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ ترین دین میں بندوں سے کلام کے لئے منتخب فرمایا۔(۴)

ہر زبان میں مافی الضمیر بیان کرنے کے دو طریقے یعنی اصناف ادب دو ہیں، نثر اور نظم ۔ تاریخ کی رہنمائی میں ہم دیکھتے ہیں کہ جزیرۂ عرب میں ان دو اصناف میں سے شاعری زیادہ اہمیت کی حامل تھی بلکہ یوں کہا جائے کہ شاعری عرب معاشرہ کی روح رواں تھی تو مبالغہ نہ ہوگا۔ عربوں کے ہاں شعراء کو بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ایک مقبول شاعر اپنے قبیلہ کے لئے باعث فخر و مباہات ہوا کرتا تھا ایسی روایات ملتی ہیں کہ جب کسی قبیلہ میں کوئی شخص شاعر بنتا تو گردو نواح کے لوگ اس قبیلہ کو مبارک بادیں دینے آیا کرتے۔(۵) اس رجحان کے پیش نظر شاعری میں عمدہ سے عمدہ اسلوب اپنانے اور اپنی بات کو فصیح و بلیغ ترین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی۔

کتب لغت کے مطالعہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ عرب میں رہائش پذیر مختلف قبائل کے اپنے اپنے لہجات تھے جو ایک دوسرے سے کافی حد تک متنوع اور متباین تھے۔(۶) ان میں محاسن بھی تھے اور معائب بھی۔ بعض قبائل کے الفاظ و کلمات اتنے مختلف تھے کہ دوسرے قبائل کے لئے ان کا سمجھنا ممکن نہ تھا۔(۷) عموماً بدوی قبائل اپنی زبان کو خالص رکھنے کو اتنا ہی اہم اور ضروری سمجھتے جتنا کہ مذہبی عقیدہ کو،(۸) البتہ حضری قبائل کے ہاں معاملہ ذرا مختلف تھا اور یہ اپنی زبان میں اچھے الفاظ و تراکیب کا اضافہ برا نہیں بلکہ مستحسن تصور کیا کرتے۔(۹) لہٰذا حضری زبان بدوی لغات کی نسبت زیادہ متمدن اور مہذب تھی۔

جزیرۂ عرب میں شعراء کو اپنی شاعری سنانے کے بہترین مواقع میلوں ٹھیلوں، بازاروں اور حج کے سبب ہونے والے اجتماعات میں ملتے تھے۔ بالخصوص حج کی اور بیت اللہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ کو اور تولیت کعبہ کی وجہ سے قریش کو تمام عرب میں مرکزیت حاصل ہو چکی تھی۔ مختلف النوع اجتماعات میں تمام عرب سے لوگ یہاں جمع ہوتے۔ ایسے موقع پر زبانوں کا باہم مخالطہ و تبادلہ ہوتا، جس کے نتیجے میں ایک نئی مشترکہ زبان وجود میں آئی اس کا بنیادی محرک یہی اجتماعات تھے۔(۱۰) یہ وہ زبان تھی جسے قبائلی لہجاتی اختلاف کا باوجود تمام عرب میں سنا اور سمجھا جاتا تھا اسی بات کی تائید مستشرقین کی تحقیقات سے بھی ہوتی ہے کہ عرب کی معیاری زبان عرب کے تمام علاقوں کی چھوٹی چھوٹی زبانوں پر مشترکہ طور پر مشتمل تھی۔(۱۱) عرب کی تمام زبانوں کے خصائص و محاسن اس زبان میں جمع ہو چکے تھے اور معائب سے زبان مبرا تھی۔(۱۲) اسی زبان میں شعراء قصائد منظم کیا کرتے اور یہی زبان تھی جس میں حکیمانہ مقولے کہے جاتے تھے۔(۱۳) گویا یہ تمام جزیرۂ عرب کی معیاری ادبی زبان تھی۔ چونکہ شاعری کو اولین اور اہم ترین صنف ادب کا درجہ حاصل تھا لہٰذا دستور تھا کہ مختلف اجتماعات میں شعراء اپنا کلام سنایا کرتے اور اس میں سے بہترین کلام دیوارِ کعبہ پر آویزاں کر دیا جاتا۔ قدیم عربی ادب جزیرہ عرب کے سات مشہور معلقات ''سبع معلقات'' کے نام سے موجود ہیں۔ان کے خالق شعراء امراء القیس، زہیر، لبید، اعشیٰ، طرفۃ بن العبد، عمر، نابغۃ (۱۴) کا تعلق اگرچہ مختلف قبائل سے تھا۔ لیکن ان کے کلام کو سارے عرب میں بہت ذوق وشوق سے سنا جاتا رہا اور صدیوں تک یہ کلام مرجع خلائق رہا۔

نزول قرآن کریم

قرآن کریم اسی اللغۃ العربیۃ المشترکہ میں نازل کیا گیا جو تمام مخاطبین کے لئے قابل فہم تھی۔(۱۵) اس کی فصاحت و بلاغت، خوبصورت ترکیبات اور اثر پذیری ان کے لئے کوئی انوکھی، انجانی چیز نہ تھی۔(۱۶) بلکہ ان ہی کی زبان کی عمدگی کی ایسی انتہا تھی جس نے

ان کو حیرت و استعجاب میں مبتلا کر دیا۔ سب لوگ اسے بہت توجہ سے سنا کرتے۔ ولید بن مغیرہ نے قرآن کریم سنا تو بے اختیار بول اٹھا۔ **واللہ ان لقولہ الذی یقول حدرۃ وإن علیہ لحلاوۃ وإنہ یعلو ویعلیٰ۔** یعنی خدا کی قسم ان کے کلام میں بلا کی شیرینی اور حلاوت و رونق ہے۔ یہ کلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔(۱۷) اسی طرح طفیل بن عمرو دوسی، جو ممتاز شاعر اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا، نے آنحضورؐ سے قرآن کریم سنا تو کہا'' اللہ کی قسم اس سے اچھا قول تو میں نے کبھی سنا ہی نہیں۔(۱۸) نابغہ جعدی جو عرب کا مشہور، باکمال اور ممتاز شاعر تھا، نے قرآن کے بارے میں کہا ''قرآن فصاحت و بلاغت کا روشن ستارا ہے۔''(۱۹) اسی طرح ایک بار حضرت عمرؓ نے لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اپنے کچھ شعر سناؤ۔ اس نے عرض کیا جب سے میں نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی ہے اسی وقت سے شعر کہنا چھوڑ دیا ہے۔(۲۰) گویا قرآن کریم میں زبان کی شیرینی، الفاظ کی مناسبت اور نہایت اعلیٰ بندش اور اس کے جملوں کا اتار چڑھاؤ ایسا بے مثل اور عمدہ ہے جس کے سننے سے عرب کے عام لوگ تو ایک طرف عرب کے علماء وفصحاء اور ادباء و شعراء بہت محظوظ و مرعوب ہوتے یوں قرآن کے بے مثل اسلوب نے اہل زبان کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ دوسری طرف وہ لوگ جو ادبی اعتبار سے زیادہ سمجھ بوجھ کے مالک نہ تھے، بھی چھپ چھپ کر کلام الٰہی سنا کرتے تھے۔(۲۱) ایسی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ کفار مکہ نے قرآن کو جھٹلانے کے لئے قول کاہن، جادوگر کی سحر طرازی، شاعری وغیرہ قرار دیا لیکن ایسی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی شخص نے یہ کہا ہو کہ یہ قرآن ہمیں سمجھ نہیں آتا۔(۲۲) اس کی وجہ یہی تھی کہ قرآن حکیم ان ہی کی زبان میں، جسے وہ بخوبی سن اور سمجھ سکتے تھے، نازل ہوا۔(۲۳) اسی کی شہادت خود قرآن سے بھی ملتی ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ۔(۲۴) گویا قرآن کریم کا لہجہ بلاشک وشبہ ادب کا بہترین لہجہ تھا اور تمام قبائل عرب، تمام خطباء و شعراء کا مجموعی منتخب کردہ لہجہ تھا۔(۲۵) جسے اسلام کی اولین ادبی تحریر کے مستند ترین نمونہ کا درجہ حاصل ہوا۔ یہ قرآن و حدیث ہی کا اعجاز

تھا کہ عربی زبان کو بقائے دوام حاصل ہوئی اور دنیا کی تیسری بڑی اور سب سے زیادہ بولے جانے والی زبان کا رتبہ حاصل ہوا۔ اس حقیقت کو دشمنانِ اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مشہور مستشرق جان وانز برو (John Wans Brough) کا قول ہے ''قدیم عربی اپنے بہترین قالب میں قرآن کریم کی صورت میں محفوظ ہے۔(۲۶)

قرآن کریم مسلمانوں کے لئے آسمانی کتاب ہونے کے حوالے سے محض مذہبی عقیدت کے تحت تلاوت کی حد تک محدود نہ تھا بلکہ یہ ان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات تھا۔ خود مستشرقین، اسلام اور قرآن کا دیگر مذاہب سے تقابلی جائزہ لینے کے بعد یہ تسلیم کرتے تھے کہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں نے اپنی کتب کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق اور گہری وابستگی نہیں رکھی جتنی کہ مسلمانوں نے قرآن کے ساتھ۔ حتی کہ عصر حاضر میں قرآنی تحقیقات کے حوالہ سے مشہور مستشرق، آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ''عیسائیت انجیل کے بغیر رہ سکتی ہے۔ لیکن اسلام قرآن کے بغیر رہ نہیں سکتا۔(۲۷) لہٰذا چودہ صدیوں میں ہر عہد میں مسلمانوں کے ہاں ایسے علماء بکثرت موجود رہے جنہوں نے قرآن کریم کے عمیق مطالعہ سے اس کے عجائب اور اسرار و رموز کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا۔ اس طرح علوم کی مختلف شاخیں وجود میں آئیں۔ بالخصوص قرآن کریم کے علوم میں تفسیر، تاویل، محکم و متشابہ، شان نزول صرفی و نحوی اعتبار سے قرآن کا جائزہ اور دیگر کئی پہلو سامنے آئے۔

قرآن کریم کے دیگر بہت سے پہلوؤں پر کام کے ساتھ ساتھ قرآن کی زبان و تراکیب، اس کی عربی زبان کا بطور زبان مطالعہ کیا گیا۔(۲۸) جزیرہ نما عرب میں چونکہ لہجات مختلفہ کی بدولت بہت تباین و تناقض پایا جاتا ہے اور عربی زبان الفاظ و تراکیب کے حوالہ سے بہت زیادہ مالا مال ہے لہٰذا علماء نے شغف و توجہ اور انہماک سے یہ جاننے کی کوشش کی کہ بکثرت پائے جانے والے مترادفات و متضادات میں اور مختلف لہجات کے تناظر میں قرآن کریم میں مستعمل زبان کونسی ہے۔

قرآن کریم میں لہجات مختلفہ کے وجود پر دلائل:

قرآن کریم کی تشریح وتفسیر کے لئے خود قرآن کے بعد اہم ترین مصدر حدیث نبوی ہے قرآن کریم میں اس سلسلہ میں کوئی وضاحت نہیں ملتی کہ اس میں مختلف لہجات شامل کئے گئے اس سلسلہ میں بہترین رہنمائی حدیث سے ملتی ہے۔ آنحضورؐ کا فرمان مبارک ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فاقْرَؤا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.(۲۹)

''یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔ پس اس میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو اس طریقے سے پڑھ لو۔''

آپؐ کا یہ ارشاد گرامی بھی اسی مفہوم کو واضح کرتا ہے۔

............اِقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ ، فَلَمْ اَزَلْ اِسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدَنِي حَتّٰی اَنْتَهٰی اِلَی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ.(۳۰)

''مجھے جبریل علیہ السلام نے قرآن کریم ایک حرف پر پڑھایا، تو میں نے ان سے مراجعت کی اور میں زیادتی طلب کرتا رہا، اور وہ (قرآن کریم کے حروف میں) اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سات حرفوں تک پہنچ گئے۔

کتب حدیث میں اسی مفہوم کی اوراحادیث بھی پائی جاتی ہیں۔ علماء نے احرف کے لفظ سے بولیاں اور لہجات مراد لی۔ اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قرآن کریم میں مختلف لہجات کو مدنظر رکھا گیا۔ تاہم اس امر میں بہت اختلاف ہوا کہ یہ سات حروف کون کون سے ہیں۔(تفصیل آگے بیان کی جائے گی)

البتہ بعض روایات کی وجہ سے عوام الناس میں یہ تاثر پھیل گیا کہ قران کریم لغت قریش پر ہی ہے۔ مثلاً:

آپؐ کا فرمان مبارک ''میں افصح العرب ہوں میں فصیح ترین قبیلہ قریش میں پیدا ہوا اور اسی طرح کے قبیلہ سعد بن بکر میں پرورش پائی۔(۳۱)''

اسی طرح ، حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں قرآن جمع کیا گیا تو حضرت عثمانؓ نے نقول کی تیاری کے لئے حضرت زیدؓ کو بلایا اور قرآن کی نقول تیار کرنے کے لئے بنائی گئی کمیٹی کو حکم دیا کہ حضرت زیدؓ اور ان کے ساتھیوں کے مابین کسی لفظ کے متعلق جب اختلاف ہو تو اسے قریش کی لغت پر لکھیں کیونکہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا۔(۳۲)

یہ تاثر کہ قرآن صرف قریش کے لہجہ پر ہے، درست نہیں ہے۔ گزشتہ صفحات میں حدیث سبعہ احرف بیان کی گئی اس کی تشریح و توضیح میں علماء کے ہاں کافی اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم ان تشریحات سے اس مسئلہ میں کافی رہنمائی ملتی ہے۔ علماء کے ایک گروہ کے مطابق ان سات حروف یعنی لہجات سے مراد قریش، ہذیل ،تمیم ،ازد، ربیعہ، ھوازن، سعد بن بکر کے لہجات ہیں۔(۳۳) ایک رائے کے مطابق اس میں پانچ لغات عجز ہوازن سے ہیں۔(۳۴) اور ایک رائے کے مطابق کعب بن لوی اور کعب بن عمرو بن خزاعۃ بھی انہی سات میں ہیں۔ (۳۵) دیگر بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ سات کا لفظ عرب کے محاورہ کے مطابق کثرت کے اظہار کے لئے ہے اس کے معنی متعین عدد کے نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں کتب تفسیر و لغت میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ جس طرح سات زمینوں اور سات آسمانوں کا تذکرہ کیا گیا اسی طرح یہاں بھی سات کا عدد کثرت کے لئے استعمال کیا گیا لہٰذا قرآن کریم تمام عرب کے لغات پر نازل ہوا۔ (۳۶) اس کی مزید وضاحت آنحضورؐ کے بعض صحابہ کی مرویات سے ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔''میں لفظ فاطر کے معنی نہ جانتا تھا حتی کہ میں نے دو بدوؤں کو دیکھا جو ایک کنویں کی وجہ سے آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا (انا فطرتہ)یعنی اسے میں نے شروع کیا تھا۔ (نکالا تھا) تب میں فاطر کے معنی سے آگاہ ہوا۔ اسی طرح آپؐ ہی

سے مروی ہے کہ میں اِفتَح کے معنی نہیں جانتا تھا حتی کہ میں نے ذی یزن کی بیٹی کا قول سنا جو اپنے کسی دشمن سے کہہ رہی تھی (تعال افا تحک) آ ؤ تمہارا فیصلہ کروں۔ اسی قسم کی ایک مثال حضرت عمرؓ سے مروی ہے آپؓ نے ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی وفاکھة وأبا پھر اپنے دل میں کہنے لگے فاکھة تو وہ ہے جسے ہم جانتے ہیں۔ تو یہ "أبا" کیا ہے پھر اپنے دل میں سوچا۔ عمرؓ یہ تو بہت مشکل ہے۔ (۳۷) اسی قسم کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں لہجۂ قریش کے علاوہ بھی کئی لہجات پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بہترین معلومات ابن حسنون کی روایت سے حاصل کردہ حضرت ابن عباسؓ کی جانب منسوب "کتاب اللغات فی القرآن الکریم" سے اخذ کی جا سکتی ہے۔ مذکورہ کتاب میں قرآن کریم کے ۲۶۵ الفاظ کی اصل پر بحث کی گئی۔ اسی طرح کی ایک اور کتاب نافع بن الارزق کے حوالہ سے ملتی ہے۔ نافع بن الارزق نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے قرآن کریم کے ۱۸۹ الفاظ کے متعلق پوچھا اور آپؓ نے قدیم اشعار سے ان الفاظ کے وجود کی دلیل دی اور وضاحت کی۔ (۳۸) آپؓ کا قدیم شاعری سے اور ان شعراء کے کلام سے جو کہ قریش نہ تھے، اشتھاد اس بات کی ایک اور دلیل ہے کہ قرآن کریم میں تمام عربوں کے ہاں بولی جانے والی زبانوں میں سے کچھ نہ کچھ ضرور شامل تھا۔ مزید برآں قرون اولیٰ کے بہت سے مصنفین نے قرآن کریم کی زبان کے حوالہ سے کتب لکھیں۔ مثلاً ابن حسنون، کتاب اللغات فی القرآن، ابو عبید القاسم بن سلام، ماورد فی القرآن من لغات القبائل، ابن ندیم نے الفہرست میں لغت قرآن کے حوالہ سے لکھا کہ الفراء، ابو زید، الاصمعی، الہیثم ابن عدی، محمد بن یحییٰ القطیعی، ابن درید نے اس موضوع پر خاص مستقل کتب مرتب کیں۔ (۳۹)

مختلف کتب کے جائزہ سے تین فہارس ملتی ہیں جن سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن میں کون کون سے قبائل کے لہجات کس تناسب سے شامل تھے۔ پہلی فہرست ابن

حسون کی کتاب اللغات فی القرآن الکریم سے ملتی ہے۔ اس کے مطابق قریش کے لہجہ سے ۱۰۴، ہذیل سے ۳۶ ، کنانہ سے ۲۳، جرہم سے ۲۱، بنو تمیم کے لہجہ سے ۱۳ قیس سے ٦، عمان، أزدشنوء ۃ و خثعم سے ۵، مذحج مدین اور غسان سے ۴، بنو حنیفہ حضرموت اور اشعر سے ۳، انمار سے ۲، سبا، یمامہ، مزنیۃ اور ثقیف سے ا، خزرج سے ا، عمالقہ سعد العشیر ۃ اور سدوس سے ا لفظ قرآن میں شامل کیا گیا۔ (۴۰)

دوسری فہرست امام سیوطیؒ کی کتاب الاتقان میں پائی جاتی ہے اس فہرست کے مطابق کنانہ سے ۳۶، ہذیل سے ۵۷،حمیر سے ۴۲، جرہم سے ۱۰، ازدشنو ء ۃ سے ۱۷ ، مذحج سے ۱۴،خثعم سے ۱۰، قیس سے ۱٦، سعد العشیر ۃ سے ۴، کندۃ سے ٦، عذرۃ سے ۲، حضرموت سے ۸، غسان سے ۷، مزینہ سے ۲ ، لخم سے ۴، جذام سے ۵، بنی حنیفہ سے ٦، یمامہ سے ۲ ، سلیم سے ۲، سباء سے ۷، عمارۃ سے ، ، طي سے ۹، عمان سے ۷، خزاعۃ سے ۴، تمیم سے ۴، انمار سے ۴، اُشعر سے ۷، اوس سے ۲، خزرج سے ۲ الفاظ قرآن حکیم میں شامل کئے گئے ۔(۴۱)

تیسری فہرست معجم لغات القبائل والامصار سے ملتی ہے۔اس کے مطابق قیس سے ۱۴، بنی عبس سے ا، ہذیل سے ۴۸، کنانہ سے ۳۰ ، جرہم سے ۲۵، غسان سے ۴، سدوس سے ا، کندۃ سے ۵، ازدشنو ء ۃ سے ۱۰،تمیم سے ۱۱ ، عمان سے ۴، اشعر سے ۳، ثقیف سے ۳، بنی حنیفہ سے ۳، نصر بن معاویہ سے ا، مدین سے ۲، یمامۃ سے ا، عمالقہ سے ا، عذرۃ سے ۳، مذحج سے ۴، حضرموت سے ۳، طی سے ۳،خثعم سے ۸، ہمدان سے ۴،لخم سے ۲، انمار سے ۳، خزرج سے ۲، بربر سے ا، عک سے ا، سعد العشیر ۃ سے ا، ہوازن سے ۲، ازد سے ، اور اوس سے ا، لفظ قرآن حکیم میں شامل ہے۔(۴۲)

ذیل میں قرآن کریم میں شامل مختلف لہجات کی مثالیں دی جا رہی ہیں۔

.... ومن يشاق الله ......(۴۳) اس میں ق کا ادغام ہے، یہ تمیمی لہجہ ہے۔(۴۴) .... أرأیت من اتخذ ....(۴۵) یعنی ہمزۃ کی ادائیگی ، یہ بھی تمیمی لہجہ ہے۔(۴۶)

إن ھذا ان لساحران ......(۴۷)

بلحارث بن کعب کا لہجہ ہے۔(۴۸)............ تارۃً أخری (۴۹)

یعنی مرۃ اخریٰ ، یہ اُشعر کا لہجہ ہے۔ (۵۰)

.... غسلین (۵۱)

ازدشنوءۃ کا لہجہ ہے۔(۵۲)

مفرطون(۵۳) ہذیل کے لہجہ کے مطابق ہے۔(۵۴)

واق (۵۵) خثعم کا لہجہ ہے۔(۵۶)

البحر المسجور (۵۷) عامر بن صعصۃ کا لہجہ ہے۔(۵۸)

واجفۃ (۵۹) ہمدان کا لہجہ ہے۔(۶۰)

انفضوا (۶۱) خزرج کے لہجہ کے مطابق ہے۔(۶۲)

انتم سامدون (۶۳) یمنی لہجہ کے مطابق ہے۔(۶۴)

قرآن کریم میں جزیرہ نما عرب کے مختلف قبائل کے لہجات کے ساتھ ساتھ غیر عربی الاصل الفاظ یعنی معرب الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو اصلاً عربی نہ تھے بلکہ دوسری زبانوں سے عربی میں آئے اور ان کو عربی کے قالب میں ڈھالا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ عربی زبان کا جزو بن گئے اور ان کا استعمال عام ہو گیا۔ چونکہ یہ الفاظ عام طور پر بولی جانے والی زبان کا حصہ بن چکے تھے لہٰذا ان کو بھی قرآن کریم میں شامل کیا گیا۔

قرآن کریم کے معرب الفاظ بھی علماء کرام کے طبقہ کے لئے خاص دلچسپی کا محور و مرکز بنے اس حوالہ سے کئی کتب لکھی گئیں ان کتب میں نمایاں ترین کتاب جو الیقی (م) کی

المعرب من الكلام الأعجمی علی حروف المعجم ہے۔ اس میں جوالیقی نے قرآن کریم کے ۸۰ الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے جو معرب ہیں۔ مثلاً فردوس کافور، کنز، مشکاۃ ، مقالید، جبرئیل وغیرہ۔(۶۵) اسی طرح تمام انبیاء علیہ السلام کے نام بھی معرب ہیں۔

امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس موضوع پر اجمالی بحث کی اور المتوکلی کے عنوان سے ایک مستقل کتاب لکھی جس کے مطابق قرآن کریم میں حبشی زبان کے ۳۰ ، فارسی کے ۳۰ ، رومی کے ۱۰، ہندی کے ۳، سریانی کے ۱۶، عبرانی کے ۱۷، نبطی کے ۲۲، قبطی کے ۷، ترکی کے ۱، زنجی کے ۳، بربر کے ۷ الفاظ شامل ہیں۔(۶۶) ان کے بعد شہاب الدین خفاجی (م ۱۰۶۹ھ) نے شفاء الغلیل کے عنوان سے کتاب لکھی جس میں بعض قرآنی معرب الفاظ بھی درج کئے ہیں۔ (۶۷)

عصر حاضر میں بھی محققین نے اس موضوع پر قلم اٹھایا مثلاً ڈاکٹر ف عبد الرحیم نے معرب کے موضوع پر دو کتب بنام القول الاصیل فیما فی العربیة من الدخیل(۶۸) اور سواء السبیل الی معرفة العربیة من الدخیل (۶۹)لکھیں۔ ان میں چند ایسے الفاظ بھی درج کئے گئے جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔

البتہ یہ ناقابل تکذیب حقیقت ہے کہ قرآن کریم میں غالب لغت، لغت قریش ہی ہے۔ اس کی وجوہات و اسباب پر کتب میں تفصیلی ابحاث موجود ہیں، ذیل میں ان کا اختصار پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ قریش کی زبان ادبی اعتبار سے بلند درجہ پر فائز تھی، کیونکہ یہ دیگر قبائل کے ساتھ تعلقات کے نتیجہ میں وجود میں آئی۔ مختلف ثقافتی اجتماعات میں عرب کے تمام قبائل اکٹھے ہوتے، تجارتی سفر کئے جاتے، اور سب سے بڑھ کر حج وعمرہ کے لئے سب عرب قبائل مکہ مکرمہ آتے۔ قریش ان سے میل جول کے نتیجہ میں عمدہ الفاظ و

تراکیب اپنی زبان میں شامل کرتے جو سننے میں شائستہ اور بولنے میں بہت آسان ہو میں(۷۰) نتیجتاً قریش کی زبان ہجرت النبیؐ سے ۱۰۰ یا ۱۵۰ سال قبل سی سارے عرب کی اعلیٰ ادبی معیاری زبان بن چکی تھی۔(۷۱) آنحضورؐ کا فرمان مبارک ''میں افصح العرب ہوں کیونکہ میں نے قریش میں پیدا ہوا اور بنو سعد کے فصیح ترین قبیلہ میں پرورش پائی'' اسی پر دلالت کرتا ہے۔(۷۲) ثانیاً قریش غیر عربی ریاستوں سے کافی فاصلہ پر تھے لہٰذا ان کی زبان بہت خالص رہی۔(۷۳)

ثالثاً قریش کی زبان قبائلی لہجات کے معائب سے مبرا تھی مثلاً **فحضحه، تلتله** وغیرہ۔ ابو العباس نے مجالس ثعلب میں لکھا ہے کہ قریش کی زبان تمیم کے **عَنْعَنَه** سے، ربیعہ کے **کشْکَشَه** سے، قریش کے **تَضْجَعُ** سے، ضِبّہ کے **عَجْرَفَة** سے اور **بَهْرَاء** کے **تَلْتَلَة** سے پاک تھی۔(۷۴) البتہ ان تمام قبائل کے لہجات کی خوبیاں لغت قریش میں جمع تھیں۔

علاوہ ازیں ایک بڑی وجہ قریش کی سیادت بھی تھی قریش کو بیت اللہ کا متولی ہونے کی حیثیت سے تمام عرب میں سردار تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور ان کو تمام قبائل عرب میں ایک ممتاز و معزز مقام حاصل تھا۔ لہٰذا قریش کی زبان قرآن کریم میں بحیثیت مجموعی دیگر لہجات کی نسبت زیادہ ہے۔ اور کوئی بھی تاریخی شہادت اس طرف اشارہ نہیں کرتی کہ کسی نے بھی اس پر کوئی اعتراض کیا ہو۔(۷۵)

اللہ تعالیٰ نے جس وقت قرآن کریم میں عرب کے مختلف لہجوں کا آمیزہ پیش کیا اس وقت وہ ایسی کتاب ہدایت کی صورت میں سامنے آیا جو سب سے زیادہ فصیح، ناقابل تغیر، ایک ضابطہٴ حیات اور سب کی کتاب تھی۔(۷۶) لہٰذا اس کا سب سے مانوس ہونا ضروری تھا اور یہ اس معیار (یعنی ہر ایک کے لئے مانوس ہونے) پر پوری اترتی تھی۔ اس کا ادبی اسلوب ایک طرف تو اتنا سادہ تھا کہ ہر شخص اس کو بخوبی سن اور سمجھ لیتا تھا اور دوسری طرف ایسا فصیح و بلیغ کہ ادباء و شعراء اسے سن کر جھوم اٹھتے اور فصحاء و بلغاء نے اس کے مقابلہ میں ایک سورۃ

بلکہ ایک ایت تک پیش کرنے سے عاجزی کا اظہار کیا۔ (۷۷) قرآن کریم کو عربی زبان کا اولین ماخذ ہونے کا رتبہ حاصل ہے۔ اسی کے سب عربی زبان اوج کمال تک پہنچی۔ یہ اس کتاب کے اعجاز کا ایک نمایاں پہلو ہے کہ کتاب ہدایت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک **مُعْجِزْ** اور بے مثال ادبی شاہکار ہے۔

حواشی و کتابیات

۱۔ السیوطی ، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر ، المزھر فی علوم اللغة وانواعھا، عیسیٰ البابی الحلبی مصر، طبع ثالث س ن ، ج : ۱، ص : ۶۵۔

۲۔ جرجی زیدان ، تاریخ آداب اللغة العربیة ، دار الہلال ، ۱۹۵۷، ج: ص : ۴۴ ۔ ۴۶۔

۳۔ "English Language" بذیل مقالہ Encyclopaedia Brittanica

اور

A dictionary of Foreign words and phrases in Modern English.

لغت میں مؤلف نے بہت تفصیل سے سن وار ان الفاظ کی فہرست دی ہے جو انگریزی زبان کا حصہ بنے ان الفاظ میں سامی وغیر سامی دونوں اقسام کی زبانوں کے متعدد الفاظ موجود ہیں۔

۴۔ احمد حسن الزیات ، تاریخ الأدب العربی، قدیمی کتب خانہ کراچی ، سن ص : ۱۷

۵۔ احمد الہاشمی ، جواہر الأدب فی أدبیات وأنشاء لغة العرب، دار المعارف مصر، ص ، ۳۴۵۔۳۴۶۔

الموجز فی الأدب العربی، دار المعارف لبنان، ۱۹۶۲ء ، ج : ۱، ص : ۶۲۔۶۳

۶۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سباعی بیومی، تاریخ الادب العربی، مکتبة الانجلو المصریة بلا تاریخ، ابن ھشام جمال الدین یوسف بن احمد بن عبدالله، اوضح المسالک الی الفیه مالک، دار احیاء التراث العربی بیروت ،

الطبعة السادسة، ۱۹۴۴ء داود سلوم و جمیل سعد، معجم لغات القبائل والامصاد مطبعه مجمع العلمی العراقی ، ۱۹۸۷، صبحی صالح ، دراسات فی فقه اللغة، منشورات المکتبه الاهلية بيروت، الطبعة الثانيه ۱۹۲۶ء ، ابراهيم انيس ، في الهجات العربية، مكتبه الانجلو المصرية، القاهره،الطبعه السادسة ۱۹۸۴ء ، وافى عبد الواحد على، فقه اللغة، لجنة البيان العربى، الطبعة الخامسة ، ۱۹۶۸ء ، أبوطيب اللغوى عبد الواحد بن على، كتاب الإبدال، دمشق ۱۹۶۰ء اور اس موضوع پر بے شمار کتب موجود ہیں۔

۷۔ عمر فروخ، تاريخ الادب العربى، دار العلم للملايين ، الطبعة الاولىٰ ۱۹۶۵، ص : ۳۶

ابو الحميد السلقانى، مصادر اللغة، عمادة شئون المكتبات جامعه الرياض ۱۹۸۰ء ص : ۳۰۰۔

۸۔ ابراہیم انیس، فی اللهجات العربية، ص : ۸۹۔

۹۔ عبدالواحد الوافی، فی علم اللغة، البیان العربی ت ن ج : ۱ص : ۲۱۲ ۔۲۲۱۔

۱۰۔ مصطفیٰ صادق الرافعی ، تاریخ آداب العربية، دار الکتاب العربی بیروت، الطبعۃ الرابعہ، ۱۹۷۴ء ص : ۹۲۔

منیر القاضی "اسلوب القرآن الکریم ومفردات الفاظہ" مجلّہ مجمع العلمی العراقی، ۱۹۵۰ء جزو : ۱ص: ۳۴۔

۱۱۔ Theodor Noldeke اور Voller کے اقوال بحوالہ Ahmed Ali International` Varient readings of the qur'an `Imam. Institute of Islamic thought, herndon verginia طبع اول

۱۹۸۹ء

کارل بروکلمان۔ فقه اللغات السامية ، مترجم (دکتور رمضان عبد التواب) مطبوعات جامعۃ الریاض، ۱۹۷۷ء، ص : ۲۲۹۔

C. Rabin' Ancient west Arabian لندن، ٹیلرز فارن پریس، ۱۹۵۱ء، ص :۱۷

۱۲۔ مناع القطان ، مباحث فی علوم القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت طبع: ۲۲، ۱۹۸۷ء ص : ۱۵۶۔

۱۳۔ محمد اکرم چوہدری ، هل يقع الترادف اللغوى في القرآن الكريم ، مکتبہ الفیصلیۃ مکہ المکرّمۃ ، طبع اول ص : ۲۴۔ ۱۹۸۵۔

رمضان عبد التواب ، بحوث ومقالات فی اللغة ، مکتبۃ الخانجی مصر، الطبعہ الاولیٰ ص : ۲۵۶۔

۱۴۔ السیوطی، المزهر، ج : ۱، ص : ۱۲۷۔

15- M.A Chaudhary "Orientalism on varient readings of the Qur'an, the case of Arthur Jeffery" American Journal of Islamic social sciences, 1995, P:176.

۱۶۔ عبد الواحد وافی، فقه اللغة، ص : ۱۰۸

ابو الحمید السلقانی، مصادر اللغة، ص : ۵۲

ابراہیم انیس، في اللهجات العربية ص : ۶۰

ابن الانباری محمد بن قاسم، كتاب الأيضاح عن الوقف والابتداء، دمشق، ۱۹۷۱ء، ج : ۱، ص :۱۲۔

۱۷۔ السیوطی، الخصائص الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ بیروت ت ن ج : ۱، ص : ۱۱۳۔

۱۸۔ ابن ہشام ، السيرة النبوية، دار احياء التراث العربی، بیروت ب۔ ت، ج : ۱، ص : ۱۳۱۔

۱۹۔ ابو الفرج الاصبہانی ، الاغانی ، دار احیاء التراث العربی، ب ت، ج : ۵،ص :۹۔

۲۰۔ القرطبی عمر بن یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، مکتبہ دار الباز مکة المکرمة ، ۱۹۹۵، ج : ۱ ،ص : ۱۶۵۔

۲۱۔ ابن ہشام ، السیرة النبویة، ج : ۱ ،ص : ۱۰۸۔

۲۲۔ M.A Ch. "Orientalism on........" P:176-

۲۳۔ Ahmed Ali Imam. Varient Readings P:104

۲۴۔ ابراہیم : ۴

۲۵۔ داؤد سلوم ، دراسات فی اللهجات العربیة القدیمة، مکتبہ المنار الاسلامیہ، کویت، ۱۹۷۵،ص : ۳۔

جاحظ أبوعثمان عمرو بن بحر، البیان والتبیین، مکتبہ ہارون۔ ب ت۔ ج :۲،ص : ۱۷۶۔

۲۶۔ John Wansbrough. Quranic Studies. P:85. 86.

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۷۔

۲۷۔ Jeffery Arther. The Qur'an as scripture.

نیویارک ، رسل ایف مور کمپنی ۱۹۵۲، ص : ۱۔

۲۸۔ محمد اکرم چوہدری، ہل یقع الترادف اللغوی فی القرآن الکریم ام لا؟ ص : ۲۷

۲۹۔ بخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر بیروت الطبعة الرابعة ، ۱۹۹۰، ج: ۴،ص : ۱۹۱۲۔

۳۰۔ ایضاً۔

۳۱۔ السیوطی ، المزہر، ج : ۱ ،ص : ۶۵۔

۳۲۔ بخاری، الجامع، ج : ۳،ص : ۱۲۹۱۔

۳۳۔ الزرکشی بدر الدین محمد بن عبداللہ ، البرهان في علوم القرآن ، دار الفکر بیروت الطبعۃ الاولیٰ ، ۱۹۸۸ ج : ۱ ،ص : ۲۷۶۔

محمد جوادعلی ، "لهجة القرآن الكريم" درمجلہ مجمع العلمی العراقی، ج : ۳ ، جزو ۲ ، ۱۹۸۹ء ،ص : ۲۷۵۔

۳۴۔ الجزری شمس الدین ابو الخیر محمد ،النشر فی القراء ا ت العشر، مکتبہ التجاریہ مصر ۱۹۹۱، ج : ۱ ،ص : ۱۲

۳۵۔ أبوشامۃ عبد الرحمٰن بن اسماعیل المقدسی ، المرشد الوجيز إلى علوم تتعلق بالكتاب العزيز، دار المعارف، ت ن ص : ۹۳۔

۳۶۔ ابن حجر العسقلانی ، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحيح البخاری، المکتبہ التجاریۃ ،مصطفیٰ احمد الباز، ۱۹۹۶، ج ۹: ص : ۳۹۔

وابن کثیر، عماد الدین ابو الفداء، فضائل القرآن، موسسۃ علوم القرآن جدہ ب ت ،ص : ۲۱۔

۳۷۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن،عیسیٰ البابی الحلبی مصر، ج : ا ص : ۱۱۳۔

۳۸۔ عائشہ بنت الشاطی، اعجاز البیانی للقرآن ومسائل ابن الازرق ، دار المعارف مصر، ۱۹۷۱ ص : ۲۸۷۔۵۰۸

۳۹۔ ابن ندیم، محمد بن اسحاق، الفہر ست، دار المعرفۃ بیروت ب ، ت ص: ۳۸۔

۴۰۔ ابن حسنون المقر ی باسنادہ عن ابن عباس، کتاب اللغات في القرآن دار الکتاب الجد ید بیروت، الطبعۃ الثانیہ،۱۹۷۲ء ،ص : ۱۷۔۵۴۔

۴۱۔ سیوطی، الا تقان ، ج:۱ ،ص : ۱۳۳۔

۴۲۔ جمیل سعید، داؤد سلوم ، معجم لغات القبائل والامصار، دو جلدوں میں تفصیلی بحث موجود ہے۔

۴۳۔ الحشر: ۴۔

۴۴۔ ابراہیم انیس، في اللهجات العربية، ص: ۷۴۔

۴۵۔ الفرقان: ۴۳۔

۴۶۔ ابراہیم انیس، في اللهجات العربية، ص: ۷۴۔

۴۷۔ طٰہ: ۶۳۔

۴۸۔ داؤد سلوم، دراسة اللهجات العربية القديمة، ص: ۲۶۔

۴۹۔ طٰہ: ۵۵۔

۵۰۔ ابن حسنون، کتاب اللغات..............، ص: ۳۵۔

۵۱۔ الحاقۃ: ۳۶۔

۵۲۔ داؤد سلوم وسعید جمیل، معجم لغات القبائل ولامصار، ج: ۱، ص: ۲۱۸۔

۵۳۔ النحل: ۶۲۔

۵۴۔ داؤد سلوم وسعید جمیل، معجم لغات القبائل والامصار، ج: ۱، ص: ۲۲۷۔

۵۵۔ غافر: ۲۱۔

۵۶۔ ابن حسنون، کتاب اللغات فی القرآن الکریم، ص: ۴۱۔

۵۷۔ الطور: ۶۔

۵۸۔ ابن حسنون، کتاب اللغات ....، ص: ۴۴۔

۵۹۔ النازعات: ۸۔

۶۰۔ داؤد سلوم وجمیل سعید، معجم لغات القبائل والامصار، ج: ۱، ص: ۳۲۳۔

۶۱۔ الجمعۃ: ۱۱

۶۲۔ داؤد سلوم وجمیل سعید، معجم لغات القبائل والامصار، ج: ۱، ص: ۳۰۳۔

۶۳۔ النجم: ۶۱۔

٦٤۔ سیوطی: الاتقان، ج: ١، ص: ١٣٣

٦٥۔ ایضاً۔

٦٦۔ الجوالیقی موهوب بن احمد بن احمد محمد الخضر، المعرب من الكلام الاعجمي على حروف المعجم، تهران: ١٩٦٦۔

٦٧۔ السیوطی، المتوكلي فيما ورد في القرآن باللغة الحبشية والفارسية والهندية والتركية والزنجية والنبطية والقبطية والسريانية والعبرانية والرومية والبربرية، مکتبہ القدوسی دمشق، ص: ١۔١٢۔

٦٨۔ ف عبد الرحیم، القول الاصيل فيما في العربية من الدخيل، مکتبہ لینہ مدینہ منورۃ، ١٩٩١ء ص ٩٣۔١٨٠۔

٦٩۔ ف عبد الرحیم، القول الاصيل فيما في العربية من الدخيل، مکتبہ لینہ مدینہ منورۃ، ١٩٩١ء ص ٩٣۔١٨٠۔

٧٠۔ ف عبد الرحیم، سواء السبيل الى معرفة العربية من الدخيل، دار الماثر مدینہ منورۃ، الطبعۃ الاول، ١٩٩٨ء، ص: ٤٧: ٥٢۔

٧١۔ شوقی ضیف، الفن ومذاهبه في نثر العربي، ار المعارف مصر ب ت۔

٧٢۔ مصطفیٰ صادق الرافعی، تاريخ الآداب العرب، دار الکتاب العربی بیروت الطبعۃ الرابعۃ، ١٩٧٤ء ص: ٩٢۔

٧٣۔ السیوطی، المزہر، ج: ١، ص: ٦٦۔

٧٤۔ احمد رضا العاملی، مولد اللغة، دار مکتبۃ الحیاۃ، ١٩٦٥ء ص: ١۔٦٠۔

ابن خلدون محمد بن عبد الرحمٰن مقدمة كتاب العبرو ديوان المبتداء والخبر في ايام العرب والبربر ومن عاهدهم من ذوى السلطان الاكبر، دار احیاء التراث العربی، ج: ١، ص ٦٣٥۔

۷۵۔ ابو العباس ثعلب، احمد بن یحییٰ، مجالس ثعلب، دار المعارف قاہرہ، ت ن ، ج : ا ، ۱۸۔

۷۶۔ Ahmed Ali Imam, Varient Reading of the Qur'an, P:95-

۷۷۔ M.A Ch. Orientalism on...... P: 176-

۷۸۔ محمد اکرم چوہدری ، ڈاکٹر، هل يقع الترادف اللغوى في القرآن الكريم ،ص : ۲۷۔